Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
2. Designation: Associate professor,
3. Department/College: Urdu/ S.Sinha College, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone : M.A. 4th Sem, Paper-14
7. Title/Heading of e-content : SYED KI LOHE TURBAT KE SHERY MAHASIN
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

23-9-2020

سید کی لوح تربت کے شعری محاسن

M.A., 4th Sem, Paper – 14

"سید کی لوح تربت" اقبال کی دلکش اور نصیحت آمیز نظم ہے۔ اس نظم میں اقبال اپنی قوم سے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ خود نہیں کہتے بلکہ سرسید کی لوحِ مزار کی زبانی ادا کراتے ہیں۔ سرسید کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ ساری زندگی سونے والوں کو جگاتے رہے۔ مسلمانوں کو دعوت عمل دیتے رہے اور انہیں دین کے ساتھ کاروانِ حیات میں سرگرمی کے ساتھ چلنے کی تلقین کرتے رہے۔ اقبال کی تقریباً تمام نظمیں دوسرے کی زبان سے ادا کرائی گئی ہیں یہ اقبال کے پیغام رسانی کی پسندیدہ تکنیک ہے اور اسے طریقے کو شاعری کی تیسری آواز کہتے ہیں۔

شعری محاسن کے اعتبار سے شاعر نے اپنے پیغام کو پر کشش اور دلکش بنانے کے لیے شعری وسائل کا بہترین استعمال کیا ہے۔ شاعر کو احساس ہے کہ قوم ناصحانہ باتوں کو بہت دیر تک نہیں سن سکتی اس لیے نظم کو صرف چودہ شعروں میں مکمل کیا گیا ہے۔ شاعری دو طرح کی ہوتی ہے۔ بالواسطہ، جس میں کسی خیال یا احساس کو پیچیدگی کے ساتھ شاعرانہ انداز میں پیش کیا گیا ہو۔ یہ زیادہ دلکش اور پُر تاثیر ہوتی ہے اور دوسری براہ راست۔ یہاں شاعر اپنی بات سیدھے سادے لفظوں میں کہہ ڈالتا ہے۔ بات واضح ہوتی ہے اس لیے فوراً سمجھ میں آجاتی ہے مگر تاثیر کم ہو جاتی ہے۔ اقبال کے اس نظم کا بڑا حصہ اسی دوسری طرح کی شاعری یعنی براہ راست شاعری کی مثال ہے اس کے باوجود اقبال نے اسے پُر اثر بنانے کی کوشش کی ہے اس کے لیے ایک تدبیر تو یہ استعمال کی گئی ہے کہ شاعر کا پیغام سرسید کے لوحِ مزار کی زبانی ادا ہوتا ہے لیکن اس سے بھی پہلے سرسید نمودار ہو کر قوم کو وہ کتبہ پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں جو ان کے مزار پر نصب ہے صاحب مزار نے انیسویں صدی کے ربع دوم سے لے کر صدی کے آخر

کی مسلمانوں کو اپنے پیغام سے بیدار کیا اور ان کو قعرِ مذلت سے نکالنے کی عملی تدبیر بیان کیں۔ اب وہ موجود نہیں لیکن عہد حاضر کے لیے ان کا پیغام موجود ہے۔ اس نکتے تک شاعر کے ذہن کی رسائی ہوتی ہے اور وہ اس مصلح قوم کی زبان میں اپنے ہم عصر مسلمانوں کو مخاطب کرتا ہے۔

اے کہ تیرا مرغ جاں تار نفس میں ہے اسیر ○ اے کہ تیری روح کا طائر قفس میں ہے اسیر

یہاں انداز استعارانہ ہے۔ تشبیہوں اور استعاروں سے کام لیا جا رہا ہے۔ انسانی روح کو پرندے سے اور انسانی سانس کی ڈور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سانس کی ڈور جب تک روح کے اس پرندے کو باندھے رکھتی ہے تبھی تک وہ زندہ ہے۔ اس سے حیات اور عدم آباد کو سدھارا۔ دوسرے مصرعے میں اس بات کو ذرا انداز بدل کے دہرایا گیا ہے۔ یہاں کہا گیا ہے کہ روح کا پرندہ پنجرے میں قید ہے۔ پنجرہ استعارہ ہے جسم انسانی کا۔ جسم انسانی کو قفس اس لیے کہا گیا ہے کہ جب تک جان باقی ہے وہ اس جسم میں قید ہے۔

نظم میں اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اپنی قوم کو جھنجھوڑا گیا اور اس کے افراد کو بھی۔ پھر اس بے شعور اور مختلف کے استعارے استعمال کیے گئے۔ اس کی ترقی کو صبر و استقلال کی تلقین کا حامل کیا گیا۔ استعارہ و تشبیہ کے استعمال نے بند لفظ میں شعری فضا قائم کر دی ہے۔ اس میں خطابیہ انداز کے پہلو بہ پہلو شعر بھی ہیں جس میں شعری وسائل سے کام لیا گیا ہے۔ یہ اقبال کی عظیم نظم نہیں، اچھی نظم ضرور ہے۔

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate professor,
Deptt. of Urdu, S. Sinha college, Aurangabad
Course: M.A., 4th sem, Paper- 14
Title/Heading of E-Content: SYED KI LOHE TURBAT KE SHERY MAHAS
What app No. 9431632576